إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ

درجہ حفظ پڑھانے کا طریقہ

مؤلف

حافظ محمد تبشر صاحب

خادم مدرسہ عربیہ مظہر العلوم بگرا میر سمریاواں بازار، سنت کبیر نگر، یوپی

زیر حمایت

حضرت مولانا سعید صاحب قاسمی دامت برکاتہم

حضرت مولانا ریاض الحق صاحب مظاہری دامت برکاتہم

مہتمم مدرسہ عربیہ مظہر العلوم بگرا میر سمریاواں بازار، سنت کبیر نگر، یوپی

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ

درجہ حفظ پڑھانے کا طریقہ

مؤلف

حافظ محمد تبشر صاحب

خادم مدرسہ عربیہ مظہر العلوم بگرا میر سمریاواں بازار سنت کبیر نگر، یوپی

فہرست مضامین

عناوین	صفحہ نمبر	عناوین	صفحہ نمبر
پیش لفظ	۵	صبح اور شام کے آموختہ میں مدرسہ کا۔۔	۱۹
دوسرے مدرسہ اور مکتب سے آنے والے۔۔۔	۷	معیار کی تعیین کیلئے بعض سفارشات	۱۹
پہلا باب: سبق یاد کرنے اور سننے کا نظام	۹	آموختہ سے متعلق اصول وضوابط	۱۹
سبق یاد کرنے کے اوقات	۹	قابل توجہ امور!	۲۰
سبق یاد کرنے کا طریقہ	۱۰	حفظ سے فراغت کے بعد تلاوت۔۔۔	۲۱
ناظرہ سبق کے تکرار کا معمول	۱۰	حفظ سے فراغت کے بعد تلاوت کا۔۔	۲۲
خاص نوٹ!	۱۰	قرآن پاک یاد رکھنے کا عمل	۲۲
خاص خیال رکھیں!	۱۱	وظائف برائے حفظ	۲۳
بلند آواز سے پڑھیں!	۱۲	درسگاہ میں مسابقہ	۲۴
دل میں سبق کی دوہرائی	۱۴	مسابقہ	۲۴
سبق یاد کرنے میں توجہ اور طبیعت میں۔۔۔۔	۱۴	امتحان بھی دِلاتے رہیں!	۲۵
سبق پارہ کا نظام	۱۵	حفظ کرنے کے دوران متشابہات۔۔	۲۵
سبق پارہ کا تعارف	۱۵	ہدایات برائے صحت قرآن	۲۶
سبق پارہ یاد کرنے کا طریقہ	۱۵	حافظہ اور خوش آوازی کیلئے بعض غذائی	۲۷
ذہین بچے کے لئے سبق پارہ یاد کرنے کا خاص طریقہ	۱۶	ہدایات برائے صحت قرآن	۲۷
سبق پارہ یاد کرنے کچا ہونے کی وجہ	۱۶	استاذ کا طالبعلم کے ساتھ رویہ، درسگاہ۔	۲۸
سبق کچا ہونے کی ایک اور وجہ	۱۶	وقف کی رعایت	۲۹
غلطی کیسے بتائیں؟	۱۷	خوبصورت آواز میں قران کی قرآت	۳۰
اگر بچے کا آموختہ کچا ہو تو کیا کیا جائے؟	۱۷	بچوں کو سزا دینے کے متعلق اہم باتیں	۳۱
معیار سے گرنے کی وجوہات!	۱۸	کسی طالبعلم سے مایوس نہ ہوں	۳۳

طلبہ کی نگرانی	۳۴	استاذ اپنی زبان و کردار کو پاکیزہ بنائے	۴۱
تربیت کا نظام	۳۴	طلبہ سے فرمائش کر کے کوئی چیز لینا اور کھانا	۴۱
طالبعلم میں اچھائیوں کی عادت ڈالیں!	۳۵	طلبہ کے سامنے موبائل استعمال نہ کریں	۴۲
تربیت کیلئے چند سفارشات	۳۵	تمام طلبہ کو اپنے قریب رکھیں!	۴۳
طالبعلم کو سچائی کی عادت ڈالیں!	۳۶	ایک عاجزانہ درخواست!	۴۳
طلبہ میں صفائی کی عادت ڈالیں!	۳۷	طلبہ کے سرپرستوں سے رابطہ میں رہیں	۴۳
موبائل فون	۳۸	خاتمہ	۴۴
حفظ قرآن کی آسانی کے اسباب	۳۸	نظم: عظمتِ قرآن	۴۵
طلبہ سے خدمت لینا	۴۰		

پیش لفظ

الحمد للہ رب العلمین، والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین.

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون.

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ قرآن شریف کی اتنی مقدار کا حفظ کرنا جس سے نماز ادا ہو جائے ہر شخص پر فرض ہے، اور تمام کلام پاک کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے، اگر کوئی بھی حافظ نہ رہے تو تمام مسلمان گناہ گار ہوں گے۔ جس شہر یا گاؤں میں کوئی قرآن پڑھنے والا نہ ہو تو سب گنہگار ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ قرآن پاک کا حفظ کرنا بندوں کی ایک اہم ضرورت ہے، جو چیز بندوں کے لیے جتنی ضروری اور اہم ہوتی ہے اللہ پاک اس کا حصول بندوں کے لیے آسان فرما دیتے ہیں۔

آج دنیوی علوم کا حصول دشوار ہو رہا ہے، جہاں ڈاکٹری وغیرہ کی تعلیم ایک غریب انسان کے لیے نہایت دشوار ہے، وہاں حفظ قرآن کے لئے بہت سارے اسباب اللہ نے مہیا فرمائے ہیں، بڑے اداروں کے علاوہ شہروں اور دیہاتوں میں؛ نیز مکاتب ومساجد میں بھی شعبہ حفظ کا سلسلہ قائم ہے، جس میں امیر وغریب ہر شخص مال خرچ کیے بغیر سہولت سے حفظ کر سکتا ہے۔

احقر مدرسہ "عین العلوم" سے فراغت کے بعد "مظہر العلوم" میں حضرت مولانا سعید صاحب القاسمی دامت برکاتہم　کی صحبت میں رہ کر درجہ حفظ پڑھنے پڑھانے کا اور استفادہ کا موقع ملا، جس سے کافی تجربہ ہوا، اسی تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کتاب ترتیب دینے کا داعیہ دل میں پیدا ہوا، جو آپ کے سامنے ہے۔ یہ سب اللہ کے فضل وکرم اور والدین واساتذہ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے، اللہ پاک اس خدمت کو قبول فرمائے اور اپنی رضا کا ذریعہ بنائے۔

آج کل ہمارے معاشرے میں درجہ حفظ کے متعلق بہت سی کوتاہیاں ہورہی ہیں، خیال ہوا کہ اس تعلق سے کچھ مفید ہدایات جمع کردی جائیں تو ان شاء اللہ بہت نفع ہوگا۔ رسالہ "درجہ حفظ پڑھانے کا طریقہ" آپ کی خدمت میں پیش کررہا ہوں، اللہ تعالیٰ اس کو نافع بنائے، آمین۔

حافظ محمد تبشر لدوی

دوسرے مدرسہ یا اپنے مکتب سے آنے والے طلبہ کا درجہ حفظ میں داخلہ

بعض مرتبہ حفظ میں داخلہ کے خواہش مند طلبہ ایسے بھی ہوتے ہیں جو دوسرے مدرسہ سے یا اپنے مکتب سے کچھ پارے حفظ کر کے آتے ہیں، ان کا داخلہ امتحان لیتے وقت چند امور خصوصاً مدنظر رکھیں، صحت ہے یا نہیں؟ منزل یاد ہے یا نہیں؟

جن پاروں کا حفظ نہیں ہوا ہے ان میں سے بچہ ناظرہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر صحت میں کمزور ہے تو ایمرجنسی وارڈ؛ یعنی شعبہ ناظرہ کے درجہ میں رکھا جائے جہاں صحت پر محنت ہوتی ہے، اس کے بعد شعبہ حفظ میں داخل کیا جائے؟ لیکن یہ صحت والا کام ایک دو ماہ میں مکمل ہو جانا چاہیے۔

حفظ کے جو اساتذہ فکرمند اور ماہر ہیں وہ ایسے بچوں کی صحت کا مسئلہ خود اپنی درس گاہ میں حل کر لیتے ہیں، لیکن بعض اساتذہ ادھر توجہ نہیں کرتے اور امتحان میں جب یہ کمزوری سامنے آتی ہے تو یہ عذر کر لیتے ہیں کہ یہ دوسرے مدرسہ سے آیا ہے، کبھی کبھی تو دوسرے مدرسے میں غلطی کی روک ٹوک نہ کرنے پر وہ غلطی مستحکم ہو جاتی ہے، جس کا ازالہ اور اس غلط عادت کے چھڑانے کا کام بہت دشوار ہو جاتا ہے، نیز حفظ کے استاذ کو دیگر بہت سے کام کرنے ہیں: اس لیے مناسب یہ ہے کہ اس کو ایمرجنسی وارڈ میں شعبہ ناظرہ کے درجہ میں رکھا جائے۔

صحت ہے، لیکن منزل یاد نہیں تو ظاہر ہے کہ اس بچے کے لیے آگے چلنا دشوار ہے، لہذا اس بچے کا شعبہ حفظ برائے مشق میں داخلہ کیا جائے جس میں بچہ گذشتہ پارے یاد کر لے اور پانچ پارے یاد کرے، پھر اہل مدرسہ امتحان لیں، پھر دوسرے پانچ پارے یا بقیہ پارے یاد کرے اور امتحان دے، جب حفظ کیے ہوئے پارے یاد ہو جائیں تو شعبہ حفظ کے دوسرے درجے میں داخل کیا جائے۔ اگر شعبۂ حفظ برائے مشق میں داخلہ کی گنجائش نہ ہو یا یہ شعبہ ہی قائم نہ ہوا ہو تو شعبہ حفظ کے دوسرے درجے میں داخل کیا جائے اور پہلے منزل یاد کرائیں، پھر آگے سبق شروع

کریں؟ اگر پچیس پارے کر چکا ہے یا چند پارے باقی ہیں تو مناسب ہے کہ پہلے آخری پارے حفظ کرا کر قرآن مکمل کرا دیں اور اس کے بعد گردان پر لگا دیں۔

بہت سی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ اول منزل یاد کرنے میں بچے کو لگا دیا جاتا ہے اور بچے کے لیے اس کے یاد کرنے میں اتنی دشواریاں پیدا کر دی جاتی ہیں کہ وہ حفظ چھوڑ دیتا ہے اور گذشتہ یاد کیے ہوئے پارے بالکل بھول جاتا ہے۔

بہر حال! یہ چند ہدایات ہیں، استاذ اس باب میں واقف ہو کر خود مجتہد اور ساعی بنے، اہل مدرسہ یا استاذ اپنے بچے کے بارے میں ماہرین سے مشورہ کر کے کوئی آسان حل تلاش کر کے ایسے بچوں کو سنبھال لیں اور ان کی زندگی ضائع ہونے سے بچا لیں۔ اگر منزل ہی کمزور ہو اور جو پارے حفظ نہیں کیے ہیں اس کا ناظرہ بھی کمزور ہے تو احقر کی ناقص رائے یہ ہے کہ منزل یاد کرانے کے ساتھ ساتھ بقیہ پاروں میں ناظرہ کے پختہ کرنے کی محنت کی جائے؛ کیوں کہ ناظرہ خراب ہوگا تو سبق کچا رہے گا اور سبق کچا ہوگا تو منزل کچی ہوگی، سبق کے کچا ہونے سے حفظ میں جو کمزوری رہتی ہے اس کی تلافی میں بہت دشواری ہوگی اور حفظ میں جو پختگی ہونی چاہیے وہ حاصل نہیں ہوتی؟ یہ عام قاعدہ ہے، لیکن اللہ پاک کسی کے لیے آسان فرما دے تو دوسری بات ہے۔

پہلا باب
سبق یاد کرنے اور سننے کا نظام

سبق یاد کرنے کے اوقات

ا۔مغرب اور عشا کا درمیانی وقت

کیوں کہ یہ فطری بات ہے کہ دن کے آخری حصے میں اور سونے سے پہلے جو امور اور واقعات انسان کو پیش آتے ہیں سونے کے بعد پوری رات غیر محسوس طریقے سے ذہن اندرونی طور پر انہی واقعات کے فکر و خیال میں مشغول رہتا ہے؛ جبکہ سونے والا شخص اپنی نیند اور استراحت میں محو ہوتا ہے اور اس بات کا اسے قطعی شعور نہیں ہوتا؟ لہذا جو سبق بچے نے سونے سے قبل قوت حافظہ میں محفوظ کرلیا ہے، سونے کے بعد عقلِ باطنی اس کو پوری رات برابر لوٹاتی رہتی ہے جس کی وجہ سے بچہ جب صبح نیند سے بیدار ہوگا تو غیر محسوس طور پر سبق اپنے ذہن میں محفوظ پائے گا۔اس لیے عشاء کی نماز کے بعد حفظ کے بچوں کو جلدی سلا دیا جائے اور اس بات کی نگرانی کی جائے کہ بچے عشاء کے بعد مجلس بازی وغیرہ میں اپنے اوقات ضائع نہ کریں، ورنہ عقل باطنی کا فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

۲۔سحری اور تہجد کا وقت

نماز فجر کے پہلے سے لے کر سورج طلوع ہونے تک کا وقت، ان اوقات میں ذہن صاف ہوتا ہے اور جسم میں تروتازگی ہوتی ہے، نیز ان اوقات میں نورانیت بھی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں: تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (الم سجدہ)

ترجمہ: ایمان والوں کے اعمال کا حال یہ ہے کہ شب کو ان کے پہلو خواب گاہوں سے علاحدہ ہوتے ہیں اور وہ لوگ اپنے رب کو ثواب کی امید اور عذاب کے خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حاصل کلام: آیت کریمہ کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت اور فجر سے قبل تہجد کا وقت نورانی اور فضیلت والا ہے، اور فجر کی نماز کے بعد کا وقت بھی تسبیحات اوراذ کار کا ہے، لہٰذا یہ تینوں اوقات سبق یاد کرنے اور سنانے کے لیے خاص کیے جائیں، مغرب کے بعد سبق یاد کرنے کا وقت اور فجر سے قبل تکرار اور سبق سنانے کا وقت ہے، فجر کے بعد سبقی پارہ یاد کرنے کا وقت ہے، اگر فجر سے قبل بچہ سبق نہ سنا پائے تو فجر کے بعد سبق سنیں۔

سبق یاد کرنے کا طریقہ

کلاس میں کسی ساتھی یا استاذ کو ناظرہ سنائے، تاکہ غلطی کی اصلاح ہوجائے، دو تین بچے اپنے پاس ایسے رکھیں کہ وہ دیگر بچوں کا رواں سنیں اور جو غلطی ہے (غنہ، مد اور پر باریک کی) اس کی نشان دہی کریں اور ہو سکے تو استاذ بھی سن لیں۔ مقصد یہ ہے کہ بچے کو جو سبق آگے دینا ہے بچہ اسے یاد کرنا شروع کرے اس سے پہلے اس کا ناظرہ اتنا صحیح ہوجائے کہ اس میں کسی قسم کی غلطی کی گنجائش نہ رہے (نہ حرفوں کی، نہ زبر، زیر کی اور نہ ہی کوئی اور پختہ غلطی) کیوں کہ بچے کو سبق یاد کرنے کے لیے ایک آیت کو کئی کئی دفع دوہرانا پڑتا ہے، اگر اس کا پہلے سے ناظرہ درست نہ کیا گیا تو وہ جب اس کو زبانی یاد کرنا شروع کرے گا تو اس کی وہ غلطی بالکل پختہ ہوکر اس کے ذہن میں بیٹھ جائے گی، یہ حفظ کے شعبے میں اتنا بڑا انقصان ہے جس کی تلافی بعض دفعہ پوری زندگی نہیں ہو پاتی۔

ناظرہ سبق کے تکرار کا معمول

گیارہ مرتبہ سبق ناظرہ پڑھیں: اس کو مدرسہ کا معمول بنایا جائے اور یہ معمول بچے مغرب سے قبل مکمل کرلیں؟ تاکہ مغرب کے بعد متصلاً سبق یاد کرنا شروع کرسکیں۔

خاص نوٹ! سبق یاد کرنے سے پہلے اول اور آخر درود شریف ایک مرتبہ اور رَبِّ اشْرَحْ لِي

صَدْرِی وَیَسِّرْ لِی أَمْرِی وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي پڑھ لیں، پھر مکمل متوجہ ہو کر سبق یاد کریں۔

خاص خیال رکھیں:

سبق یاد کرنے کے دوران رموز واوقاف کی پوری رعایت کریں۔ کہاں وقف کرنا ہے؟ کہاں وصل کرنا ہے؟ یہ ذہن نشین کرلیں، اپنی استطاعت کے موافق سانس رکھیں، درمیانی رفتار سے تلاوت کریں؛ نہ عجلت کریں، نہ ترتیل، درمیانی آواز سے سبق یاد کریں، نہ اتنا آہستہ پڑھیں کہ قریبی ساتھی کو بھی سنائی نہ دے اور نہ اس قدر بلند کہ آواز پھٹنے لگے، یہ تجربہ کی بات ہے کہ جو طالب علم اپنی نشست (بیٹھک) پر جس طرح پڑھتا ہے بالکل اسی طرح وہ استاذ کے پاس بیٹھ کر پڑھتا ہے۔

بعض طلبہ اپنی نشست پر جلد بازی سے پڑھتے ہیں اور تصور کرتے ہیں کہ استاذ کو سناتے وقت اطمینان سے پڑھیں گے، ایسا کرنے والوں کو اکثر بھول یا غلطی لاحق ہو جاتی ہے، لہذا اپنی نشست پر ہی اچھی طرح پڑھنے کی عادت ڈالیں، تھوڑی بلند آواز سے تلاوت کرنے کی عادت ڈالیں؛ تاکہ صحیح تلاوت ہو۔

ابوحامد کا قول ہے کہ:

> طالب علم کے لیے لائق ہے کہ اپنا سبق یاد کرتے وقت اتنی آواز اونچی کرے کہ وہ خود اس کو سن سکے۔ کیوں کہ جس بات کو کان سے سن لیتے ہیں وہ دل میں خوب راسخ ہو جاتی ہے؟

اسی لیے انسان پڑھی ہوئی بات کی بنسبت سنی ہوئی بات کو زیادہ یاد کر لیتا ہے، اور جب سبق کو بطور نغمہ اور فصاحت و تجوید کے یاد کیا جائے، ساتھ ساتھ طالب علم اس میں آواز کو اونچا بھی کرے تو اس کی فصاحت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

بلند آواز سے پڑھیں

بلند خوانی (بلند آواز سے پڑھنا) مطلوب ہے جس کے بہت سے فائدے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

(1) بلند خوانی سے ہمت وجرات میں اضافہ ہوتا ہے۔

(2) بلند خوانی سے مقامات احتمال کی وضاحت ہوجاتی ہے۔

(3) بلند خوانی سے تلاوتی غلطیاں دور ہوجاتی ہیں، اس لیے کہ جب بلند آواز سے تلاوت کریں گے اور اتفاقاً غلط پڑھا تو استاذ یا باشعور طالب علم جو بھی سنیں گے وہ اس غلطی پر ضرور ٹوکیں گے جس کا نقد فائدہ یہ ہوگا کہ غلطی فوراً درست ہوجائے گی، وہ طلبہ قابلِ مبارک باد ہیں جو قدرے بلند آواز سے پڑھنے کے عادی ہیں۔

اس بات کی پوری کوشش اور فکر ہو کہ سبق میں ایک بھی غلطی نہ ہو؛ کیوں کہ سبق کی غلطی درست کرنے کے لیے اس کو بار بار رٹنا پڑتا ہے، یہ غلطی بڑی کوشش کے بعد درست ہوتی ہے؛ اس لیے غلطی پر نشان لگائیں غلطی پر نشان لگانے سے بڑا نفع ہوتا ہے، اس کی جلد اصلاح ہوجاتی ہے، پھر اس غلطی کو بار بار رٹ کر درست کرلیں۔

دیکھو! آپ کی اس مقام پر غلطی ہوئی تھی، اب اس غلطی کو نہ دوہرانا؛ ورنہ سزا ملے گی، جب یہ تصور ہو کہ راستے میں گڑھے ہیں اور مجھے سنبھل کر چلنا ہے تو ہی محفوظ رہے گا۔

(4) پورے سبق پر اس تصور کے ساتھ بھرپور نظر ڈالیں کہ گویا آپ کی آنکھیں تصویر کشی کا کیمرہ ہیں اور آپ اس سبق کی اپنی آواز اور نظر کے ذریعہ اپنے حافظہ میں تصویر لینا چاہتے ہیں، اس دوران آپ اپنے کیمرہ؛ یعنی آنکھ کو حتی المقدور ہلانے کی کوشش نہ کریں؛ بلکہ پوری طرح اس سبق پر جمائے رکھیں۔

(5) سبق کی پہلی آیت یا سبق کی اول دو تین لکیریں اس قدر آواز کے ساتھ تجوید کی رعایت کرتے ہوئے صحیح صحیح اندر دیکھ کر سات بار کم از کم ناظرہ پڑھیں، اس طرح کہ آنکھ کا کیمرہ

کھولیں اور ذہن کو ہر خیال اور وسوسہ سے خالی کریں۔

کوئی آیت لمبی ہو تو وقوف کے لحاظ سے کئی حصوں پر تقسیم کر کے حفظ کریں۔

(6) سات مرتبہ ناظرہ پڑھنے کے بعد اس آیت کو حفظ تین بار پڑھیں، آیت یا مطلوبہ مقدار کے کسی لفظ یا موقع میں کوئی غلطی پیش نہ آئے تو ایک بار اندر دیکھ کر ناظرہ پڑھ کر آگے بڑھیں، اور اگر کسی لفظ یا موقع میں غلطی پیش آئے تو اس لفظ اور موقع کو پانچ بار ناظرہ اور پانچ بار حفظ پڑھ کر پوری آیت یا مطلوبہ مقدار تین بار ناظرہ اور دو بار حفظ پڑھیں، یہاں تک کہ اس موقع یا لفظ میں کوئی اشکال اور شک وشبہ اور نسیان وذہول باقی نہ رہے۔

(7) اسی طرح دوسری آیت کو بھی طریقہ کے مطابق یاد کریں، جب دوسری آیت یاد ہو جائے تو اب دونوں آیات کو تین بار ناظرہ اور دو بار حفظ پڑھیں؛ تا کہ دونوں آیات کے حفظ میں ربط اور تسلسل قائم ہو جائے؛ جب یہ دونوں آیات خوب ازبر ہو جائیں تو اب تیسری آیت کی جانب توجہ مبذول کریں اور تیسری آیت کے ازبر ہونے پر مذکورہ بالا طریقہ تکرار و ربط کا لحاظ کر کے تینوں آیات پڑھیں۔ غرض اس طرح سبق کے آخر تک ایک ایک آیت یاد کرتے جائیں اور سبق کے شروع سے ملاتے جائیں؛ تا کہ پورا سبق یکساں طور پر یاد ہو جائے

(8) مغرب کے بعد مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق سبق یاد کرائیں اور جو بچے کمزور ہوں یا جدید ہوں ان کو اپنے پاس بٹھا کر سبق یاد کرنے کی ترتیب عملاً بتائیں اور سبق یاد کرنے میں بچوں کی مدد کریں، عشاء سے قبل آپس میں جوڑی بنا دیں؛ تا کہ ایک دوسرے کا سبق سنیں۔

(9) اذانِ فجر سے کچھ وقت پہلے بچوں کو اٹھائیں اور رات والے سبق کو سات بار ناظرہ اور سات بار حفظ پڑھنے کو کہیں، اِن شاء اللہ! سبق بچوں کی نوک زبان ہو جائے گا اور حیرت انگیز سرعت وروانی کے ساتھ بالکل صحیح زبان پر جاری ہو جائے گا۔

(10) سبق خوب ازبر اور نوک زبان ہونا چاہیے، قرآن مجید کا جتنا حصہ بھی یاد کریں گے اس کی بنیاد یہی سبق ہو گا؟ جب بنیاد ہی کمزور ہو گی تو ظاہر ہے کہ اس پر تیس پاروں کی عمارت بھی

لامحالہ کمزور ہوگی، لہذا ابنیادی طور پر یومیہ سبق فاتحہ کی طرح خوب از بر ہونا ضروری ہے، اگر خدا نہ خواستہ یومیہ اسباق کمزور رہتے چلے گئے تو پوری عمر حفظ بھی کمزور اور غیر تسلی بخش ہی رہے گا اور اس کے بعد آپ خواہ کتنی ہی محنت کریں معیاری پختگی قطعاً حاصل نہ ہو سکے گی۔

دل میں سبق کی دوہرائی

اس کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ سونے سے پہلے ایک بار اپنا سبق بغیر آواز کے اپنے حافظے سے ہی دوہرائی کریں، اس مشق سے اس کے حافظے میں یاد کیے ہوئے حصے کی تصویر اس طرح محفوظ ہو جائے گی کہ آیات کی ابتدا و اختتام کا پورا نقشہ ایک تصویر کی شکل اختیار کر لے گا۔

سبق یاد کرنے میں توجہ اور طبیعت میں نشاط باقی رکھنے کے لیے تدابیر

سبق یاد کرنے کے دوران کسی قسم کا شور و شغف نہ ہو۔

بچوں کے سامنے کوئی خوش منظر چیز نہ ہو جو حفظ کی توجہ کو منتشر کرنے کا ذریعہ ثابت ہو۔

بچوں کو سمجھائیں کہ سبق یاد کرنے کے دوران اردگرد کی چیزوں سے قطعی بے نیاز اور لاتعلق ہوں، کمرہ کے سامان اور چٹائی وغیرہ پر ہرگز فضول نظر نہ ڈالیں اور نہ ہی کھڑکی سے باہر والے مناظر کو دیکھنے کی فضول حرکت کریں۔

ہر بچہ قدر بلند آواز سے اپنا اپنا سبق یاد کرے اور استاذ ان پر کڑی نظر رکھے اور ضرورت مند بچوں کے لیے سبق یاد کرانے میں معاون و مددگار بنے۔سبق یاد کرنے کا وقت متعین ہو۔مثلاً ایک گھنٹہ یا پچاس منٹ؛ تاکہ زیادہ دیر بیٹھے رہنے سے طبیعت میں اکتاہٹ اور بے ذوقی پیدا نہ ہو۔

سبق پارہ کا نظام

سبق پارہ کا تعارف

شعبہ حفظ میں ایک پارہ سبق ایک مشہور اصطلاح ہے؛ یعنی آج کے سبق سے متعلقہ ماقبل کے ایک پارہ سبق اس طرح کے آج کا تازہ سبق کل بیس سبق کے ساتھ بیسواں حصہ بن جائے گا اور شروع کا ایک سبق نکل جائے گا، جو حفاظ حضرات خوب جانتے ہیں، ہمارے مدارس میں یہ سبق پارہ کے نام سے مشہور ہے۔

بہر حال! یہ سبق پارہ صبح کے آموختہ سے قبل سنا جائے، سبق پارہ میں بھی لقمہ نہ آئے۔ سبق اگر پختہ بغیر غلطی کے ہو تو سبق پارہ میں غلطی کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ سبق پارہ کی مقدار شعبہ حفظ کے اساتذہ کے یہاں مقدار مختلف ہے، احقر اپنے دوستوں کو تین پاؤ یا ایک پارہ سبق پارہ سننے کا مشورہ دیتا ہے؛ یعنی روزانہ سبق سننے کے بعد پیچھے کا ایک پارہ اور آج کے تازہ سبق کے ساتھ کل ایک پارہ، نیز سبق پارہ میں آج کا تازہ سبق ضرور سنیں۔

سبق پارہ یاد کرنے کا طریقہ

سبق اگر پختہ سنا جائے تو ان شاء اللہ! سبق پارہ میں لقمہ کی نوبت بہت کم آئے گی، لیکن مدارس میں، میں نے دیکھا اور حفظ کرنے والے بچوں سے معلوم بھی کیا کہ سبق پارہ میں آخری دو سبق نہایت کچے ہوتے ہیں اور آخری دو تین اسباق یاد کرنا آج کے تازہ سبق سے زیادہ دشوار ہو جاتا ہے، اور عشاء کے بعد آخری دو تین اسباق کے یاد کرنے میں کافی وقت صرف ہو جاتا ہے؛ اس لیے سبق بلا غلطی کے سنا جائے، اگر سبق حافظہ میں جمع ہوا ہوگا تو دو تین بار سبق پارہ پڑھنے سے خوب یاد اور محفوظ ہوگا، ایسے بچے کے لیے یاد کرنے کے کسی اور طریقے کی ضرورت نہیں ہے؛ تاہم مزید پختگی اور جماؤ کے لیے اکثر میں درجات حفظ کے اساتذہ کو بتلاتا چلوں کہ

اگر مناسب ہو تو بچوں کو یاد کرنے کا یہ طریقہ بتائیں۔

ذہین بچے کے لیے سبق پارہ یاد کرنے کا خاص طریقہ

آخر کے دو سبق اور آج کا تازہ سبق پانچ بار پڑھے، تین بار ناظرہ اور دو بار حفظ، پھر مکمل سبق پارہ تین بار پڑھے، دو بار ناظرہ اور ایک بار حفظ۔ بچے صحیح ترتیب سے ازبر کریں، شک والا اور اٹک اٹک کر نہ سنائیں اور مذکورہ ترتیب سے سبق پارہ یاد کریں تو ان شاءاللہ! سبق پارہ بھی سورۂ فاتحہ کے مانند ازبر اور پختہ ہوگا۔

سبق پارہ کچا ہونے کی وجہ

سبق پارہ کچا ہونے کی وجہ سبق کا کچا ہونا ہے، میں نے دیکھا ہے کہ مغرب کے بعد بچے سبق یاد نہیں کرتے؛ بلکہ اپنا کافی وقت ضائع کرتے ہیں اور صبح فجر کے بعد یاد کرنا شروع کرتے ہیں اور کلاس میں سب سے آخر میں سبق سناتے ہیں، اور آخر میں سبق کی آیات کو ذہن میں ایک ترتیب دے کر عارضی طور پر سنا دیتے ہیں، یہ یاد کیا ہوا وقتی اور عارضی ہے، چند منٹ کے بعد وہ سب غائب ہو جاتا ہے؛ اس لیے سبق پارہ میں آج کا تازہ سبق سنانا بچے کے لیے نہایت دشوار ہوتا ہے؛ بلکہ ناممکن ہوتا ہے؛ اس لیے کہ سبق یاد کرنے میں بچے نے حافظہ عادی کا استعمال کیا ہے اور جو چیز حافظہ عادی میں جمع ہوتی ہے وہ وقتی اور عارضی ہوتی ہے جو بہت جلد حافظہ سے نکل جاتی ہے۔

سبق کچا رہنے کی ایک اور وجہ

سبق کچا رہنے کی ایک اور وجہ ناظرہ کا کچا اور کمزور ہونا ہے، جس بچے کا ناظرہ کمزور ہوگا اس کا سبق بھی کمزور اور کچا ہوگا۔

غلطی کیسے بتائیں؟

اگر بچہ کسی جگہ بھول جائے یا غلطی کرے تو استاذ کو چاہیے کہ فوراً نہ بتائیں؛ بلکہ ہاتھ یا سر سے اشارہ کرکے اس کو غلطی پر متنبہ کریں؛ تاکہ اس کو اپنی غلطی خود نکالنے کی عادت پڑے، ایسا کرنے سے بچے کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوگی اور وہ یہ سمجھے گا کہ غلطی میں نے خود نکالی، اگر طالب علم اشارہ یا اس عمل سے بھی نہ سمجھ سکے تو پھر غلطی بتا دی جاوے۔

اگر بچے کا آموختہ کچا ہو تو کیا کیا جائے؟

اگر آموختہ زیادہ ہی کچا ہو اور کئی بار غلطی بتانے کی ضرورت پیش آئے تو پھر اس طرح کچا ہی سنتے چلے جانا مناسب نہیں ہے، ایسی صورت میں طالب علم کو ہدایت دی جاوے کہ دوبارہ یاد کر کے لائے؛ کیوں کہ ہر ہر رکوع میں یا اس سے بھی زیادہ مواقع میں غلطی بتانے کی ضرورت پیش آئے گی تو اس سے استاذ کو بھی تکلیف ہوگی اور شاگرد کو بھی، استاذ کو تکلیف ہونا تو ظاہر ہے کہ بار بار بتانے سے انسان تنگ آجاتا ہے اور شاگرد کو تکلیف اس لیے ہوگی کہ جب اسے جگہ جگہ بتایا جائے تو وہ بار بار شرمندگی محسوس کرنے کے علاوہ گرانی بھی محسوس کرے گا اور اسے وہ پارہ یاد بھی نہیں ہوگا؛ کیوں کہ پانچ چھ غلطیاں تو یاد رکھ سکتا ہے؟ مگر پچیس تیس کو یاد رکھنا ممکن نہیں؛ لہذا زیادہ کچا ہونے کی صورت میں پارہ دوبارہ یاد کر کے لانے کا کہا جائے یہی بہتر ہے۔

مگر یہ جب کہ ایسا کبھی کبھار ہو، اگر ہمیشہ یا اکثر ہی ایسا ہوتا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ طالب علم یا تو بدمحنت ہے یا پھر وہ اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتا جتنا آپ اس سے اٹھوانا چاہتے ہیں، اگر پہلی چیز ہو تو پھر پہلے ترغیب وتصویب سے اور پھر مناسب حد تک محنت کرنے پر آمادہ کریں اور اگر دوسری چیز ہو تو بوجھ ہلکا کر دیں اور آموختہ کا کوئی مناسب نظام بنا دیں، اس باب میں بچے کی حالت اور نوعیت دیکھ کر استاذ ہی کوئی مناسب نظام بنا سکتا ہے یا صدر مدرس یا کسی تجربہ کار معلم سے اس باب میں مشورہ کرلیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

معیار سے گرنے کی وجوہات

(1) معیار سے گرنے کی ایک وجہ غلط صحبت اور معاصی میں مبتلا ہونا ہے، آج کل تو موبائل کی ایک خاص وبا ہے جو ہر معاصی کی بنیاد ہے، جیسے موبائل پر فلم بینی وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ حفظ اور اپنے کاموں سے توجہ ہٹا کر دیگر امور کی طرف توجہ دینے سے بچہ معیار پر قائم نہیں رہتا۔

(2) معیار سے گرنے کی دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ بچے کو دار الاقامہ میں کسی بچے کا خوف اور اس کی طرف سے پیش آنے والی پریشانیاں ہیں، جس کی وجہ سے بچہ ذہنی پریشانی میں مبتلا رہتا ہے، اور ذہنی انتشار کے باعث جیسا سنانا چاہیے نہیں سنا پاتا ہے، اگر مدرسہ کا معیار متعین ہوگا تو بچے کی ذہنی پریشانی پر روشنی پڑے گی۔ کبھی ذہنی پریشانی اور انتشار کا باعث گھریلو حالات بھی ہوتے ہیں، اس سلسلے میں بچے کے والد یا کسی ذمے دار سے مدد حاصل کرسکتے ہیں۔

(3) معیار سے گرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ بچہ چلتے چلتے ایک دم سے رک جاتا ہے، ہر وقت ذہنی اور دماغی کیفیت یکساں نہیں ہوتی، بعض دفعہ دماغ کی حالت بڑی اچھی ہوتی ہے اور کبھی دماغ پر دباؤ ہوتا ہے، اور بچے کی ایسی حالت ہوجاتی ہے کہ سبق یاد کرنے کو جی نہیں چاہتا اور یاد کرنے میں جی نہیں لگتا اور استاذ کو بھی پتا نہیں چلتا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ استاذ بھی اس حالت کو بچے کی شرارت پر محمول کرتا ہے اور سزا دینا شروع کردیتا ہے جس کی وجہ سے بعض مرتبہ بچہ بھاگ جاتا ہے۔

(4) اس لیے میری رائے یہ ہے کہ ایسے موقع پر چند ایام بچے کا سبق روک لیں اور ایسے بچے پر کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالیں؛ بلکہ کوئی ایسی تدبیر اختیار کریں جس سے بچے کی یہ کیفیت زائل ہو جائے، پھر سبق اور دیگر معمولات شروع کریں۔

(5) بہت سی مرتبہ میں بیس یا پچیس پاروں کے بعد بچہ اس طرح کی حالت میں مبتلا ہوا اور استاذ اس کی نوعیت سے واقف نہیں ہوا؛ بلکہ اور اس کے ذہن پر دباؤ ڈال دیا جس کی وجہ سے

بچے نے مدرسہ ہی چھوڑ دیا، یا حفظ ہی چھوڑ دیا اور کئی سالوں کی محنت ضائع ہو گئی۔

بہر حال! مدرسے کا معیار اگر متعین ہو گا تو بہت سی باتوں پر روشنی پڑے گی۔

صبح اور شام کے آموختہ میں مدرسہ کا معیار متعین کیا جائے

حفظ کی پختگی اور حفظ کے معیار کو بلند کرنے کے لیے مدرسہ اپنے طلبہ کے لیے ایک معیار متعین کرے، مثلاً: ہر آموختہ میں ۱۰۰ میں سے ۸۵ نمبر۔ اس سے ناظم تعلیمات کو اندازہ ہو گا کہ درجات حفظ کے کتنے بچے مدرسہ کے معیار کے مطابق چل رہے ہیں اور جو بچے مدرسہ کے معیار پر نہیں چل رہے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ اس پر روشنی پڑے گی اور ان بچوں کی پریشانی دور کر کے معیار پر لانے کی محنت کے سلسلے میں اربابِ مدرسہ مشورہ کر کے کوئی نظام بنا سکتے ہیں، ور جو بچے ہمیشہ مدرسہ کے معیار کے مطابق چل رہے ہوں اور ایک دم معیار سے نیچے آ گئے تو اس طرف اربابِ مدرسہ کی توجہ ہو گی اور سب مل کر ان کو معیار پر لانے کی فکر کریں گے۔

معیار کی تعیین کے لیے بعض سفارشات

آموختہ سے متعلق اصول وضوابط

1۔ب: بھول:

{1} ایک سورت کے بعد دوسری سورت کا بھول جانا۔

{2} کسی صفحہ کے بعد اگلے صفحے کا بھول جانا۔

{3} ایک آیت کے بعد دوسری آیت کا یاد نہ آنا۔

{4} آیت کا کچھ حصہ پڑھنے کے بعد اٹک جانا۔

2۔م: متشابہ:

{1} کسی سورت کے ختم پر۔

{2} کسی صفحہ کے ختم پر۔

{3} کسی آیت کے ختم پر۔

{4} درمیان آیت پر متشابہ لگ جانا۔

3۔ ج: لحن جلی:

{1} حروف کی غلط ادائیگی۔

{2} حرکات کی درازگی۔

{3} ساکن کو متحرک اور متحرک کو ساکن پڑھنا۔

4۔ ص: عدم صحت:

{1} قواعد کی رعایت نہ کرنا۔

5۔ غ: تحریفی اغلاط:

{1} حرکات کی تبدیلی۔

{2} حرف کی کمی وزیادتی۔

{3} حفظ کی کمی وزیادتی۔

{4} لفظ کی تبدیلی مثلاً: یؤمنون" کی جگہ یؤقنون پڑھنا۔

قابل توجہ امور

نشان لگائے ہوئے مقام کے علاوہ نئے مقام میں غلطی ہو تو کیفیت میں اس کو درج کردیں، نیز یہ بھی لکھیں کہ استاذ کے لوٹا کر پڑھانے سے صحیح پڑھ لیا یا نہیں، ایک ہی مرتبہ میں درست کرلیا

یا دو تین بار میں؟ نشان لگائے ہوئے مقامات میں غلطی ہوئی اور لوٹا کر پڑھانے کی صورت میں صحیح کرلیا، ایک بار میں یا دو تین بار میں یا لوٹا کر پڑھانے کے باوجود صحیح نہ کر سکا؟

آموختہ میں کامیاب ہونے کے لیے ۸۵ /نمبرات کا ہونا ضروری ہے، بعض حالات میں بعض طلبہ کا استثنیٰ کیا جاسکتا ہے؛ لیکن اس سلسلے میں مہتمم صاحب یا صدر مدرس یا ناظم صاحب کا مشورہ لیا جائے۔

حفظ سے فراغت کے بعد تلاوت کرنے کے خاص دو طریقے

اگر حفظ کچا ہو تو شوال سے روزانہ آدھا پارہ چھ بار پڑھنا شروع کریں: پانچ بار ناظرہ اور ایک بار حفظ، اس طرح دو ماہ؛ یعنی شوال اور ذی القعدہ میں ایک قرآن مکمل ہوگا۔ پھر ذی الحجہ اور محرم میں نصف پارہ چھ بار پڑھیں: چار بار ناظرہ، دو بار حفظ۔ تیسری گردان؛ یعنی صفر اور ربیع الاول میں چھ بار نصف پارہ پڑھیں: تین بار ناظرہ اور تین بار حفظ۔ پھر چوتھی گردان؛ یعنی ربیع الآخر اور جمادی الاولی میں چھ بار نصف پارہ پڑھیں: دو بار ناظرہ اور چار بار حفظ۔ پانچویں گردان؛ یعنی جمادی الثانی اور رجب میں چھ بار نصف پارہ پڑھیں: ایک بار ناظرہ اور پانچ بار حفظ۔ اور پھر شعبان میں ایک پارہ تین بار حفظ پڑھنے کی کوشش کریں اور رمضان المبارک میں تروایح سنانے کا اہتمام کریں۔

ہمارے حضرت مولانا سعید صاحب القاسمی فرماتے ہیں کہ:

جس نے یہ نصاب مکمل کرلیا تو ان شاء اللہ! اس کا قرآن پختہ ہو جائے گا۔ اگر نصف پارہ پانچ بار ناظرہ پڑھنے کے بعد چھٹی بار حفظ پڑھنا دشوار ہو؟
یعنی حفظ بہت کچا ہو تو حضرت اپنے متعلقین کو ایک دوسرا طریقہ تلقین فرماتے ہیں:
پہلی گردان میں پاؤں پارہ بارہ مرتبہ پڑھیں: دس مرتبہ ناظرہ اور دو بار حفظ، اس طرح چار ماہ میں ایک قرآن مکمل ہوگا، مذکورہ ترتیب کے مطابق سال میں تین بار

قرآن پاک مکمل ہوگا۔

حفظ سے فراغت کے بعد تلاوت کرنے کا طریقہ

حافظ کے لیے ہمارے اکابر یومیہ تین پارے کا معمول بتلاتے ہیں، ہوسکے تو یہ تین پارے نماز میں پڑھے جائیں، یا کم از کم حفظ پڑھنے کی کوشش کریں۔ اگر حفظ پڑھنے میں دشواری ہو تو ناظرہ تین پارے پڑھ کر ایک پاؤ پارہ صبح سے لے کر شام تک تمام نوافل میں پڑھے، اس طرح چار دن میں ایک پارہ مکمل ہوگا اور پانچویں دن تمام نوافل میں وہ ایک پارہ مکمل پڑھے، اس طرح ان شاء اللہ! پانچ ماہ میں ایک قرآن مکمل ہوگا۔ رمضان المبارک تک قرآن پاک کا دو (دور) مکمل ہوگا۔

قرآن پاک یاد رکھنے کا عمل

دارمیؒ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا کہ: جو شخص سورۂ بقرہ کی یہ دس آیتیں پڑھا کرے وہ کبھی قرآن نہیں بھولے گا، چار اول سے مفلحون تک، اور آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں خلدون تک، اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں للہ مافی السموات سے ختم سورت تک۔

ایک صاحب نے لکھا کہ: حفظ کرتا ہوں اور جو یاد کرتا ہوں پختہ نہیں ہوتا، بھول جاتا ہوں، پختگی نہیں ہوتی، کوئی دعا یا وظیفہ تحریر فرمائیں۔

ایک صاحب نے لکھا کہ: ذہن کمزور ہے جو یاد کرتا ہوں بھول جاتا ہوں، پختگی نہیں ہوتی، کوئی دعا اور طریقہ بتلادیجیے۔

حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا:

اس (حفظ کرنے) میں آپ لگے رہیں، حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص حفظ شروع کر

دیتا ہے اور اس میں محنت کرتا رہتا ہے، لیکن یاد نہیں ہوتا اس کو دوہرا اجر ملے گا، پڑھنے کا اور مشقت کا، اور قیامت میں اسے حافظ بنا کر اٹھایا جائے گا، قبر میں ایک فرشتہ مقرر ہوگا جو اس کو یاد کرائے گا۔

وظائف برائے حفظ

ہر نماز کے بعد اول وآخر درود شریف کے ساتھ یا فتاح ۱۲۵/ مرتبہ پڑھ کر دعا کر لیا کریں۔
ہر نماز کے بعد اول وآخر درود شریف کے ساتھ **یالطیف** ۱۱/ مرتبہ پڑھیں۔ ہر نماز کے بعد **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ** ” پڑھ کر دعا کر لیا کریں۔ سورۂ فاتحہ سات مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لیا کیجیے۔

درس گاہ کا ایک مفید عمل اور مسابقہ کی تیاری

درس گاہ میں جو طالب علم ہونہار ہو اور اچھا قرآن پاک پڑھتا ہو، جس کا لہجہ خوب عمدہ ہو تو کبھی کبھی درس گاہ کے تمام بچوں کو خاموش کر کے اس کا قرآن سنائیں،
جب وہ قرآن سنائے تو تمام بچے قرآن مجید کھول کر پوری توجہ سے اس کا قرآن سنیں، اس سے دوسرے طلبہ کو بھی اس طرح قرآن پاک پڑھنے کی راہ ملے گی۔ کمزور طلبہ کو بھی پاؤ پاؤ پارہ مشق کے لیے دیا جائے، اور ان سے کہیں کہ: آپ کو بھی سب کے سامنے پڑھنے کا موقع دیا جائے گا، پھر کسی دن وہ بچہ اپنا مشق کیا ہوا پاؤ پارہ سنائے اور درس گاہ کے سارے بچے اس کا قرآن سنیں، اس طرح چند بار سب کے سامنے پڑھنے سے مجمع میں پڑھنے کی عادت پختہ ہوگی اور کمزور بچے بھی مسابقہ کے لیے تیار ہوں گے۔
ہماری ایک رائے یہ ہے کہ جس طرح مسابقہ ہونہار بچوں میں ہوتا ہے اس طرح کمزور بچوں کے مابین بھی ہونا چاہیے، جو بچے مہمان کے سامنے یا ممتحن کے سامنے یا مجمع میں پڑھنے سے

گھبراتے ہیں ان کو درس گاہ میں مذکورہ ترتیب پر مسابقہ کے لیے تیار کر کے مدرسہ کے اس طرح کے دوسرے بچوں کے درمیان مسابقہ کرایا جائے، کیوں کہ مسابقہ ترغیبات کے اقسام میں سے ایک قسم ہے اور یہ بچے ترغیب کے زیادہ ضرورت مند ہیں۔

درس گاہ میں مسابقہ

عیدالاضحیٰ یا ششماہی تعطیلات کے موقع پر استاذ خود کلاس میں بھی مسابقہ و مظاہرہ کا انتظام کر سکتا ہے، استاذ اپنی نگرانی میں اپنی کلاس کے طلبہ کے درمیان دو یا تین یا زیادہ فریق بنا کر مسابقہ کروائیں، اس سے ان شاء اللہ! بہت فائدہ ہوگا، کمزور طلبہ کو بھی موقع ملے گا اور سب کے سامنے پڑھنے کی مشق ہوگی۔ بہت سے طلبہ ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں اچھی طرح یاد ہوتا ہے، لیکن امتحان اور مجمع کے سامنے نہیں پڑھ سکتے، بھولنے لگتے ہیں، درس گاہ کے اندرونی مسابقہ سے یہ بیماری ان شاء اللہ! ختم ہوگی۔

مسابقہ

طلبہ کے شوق اور ذوق کو بڑھانے کے لیے اور حفاظ طلبہ کی یادداشت کو پائدار کے لیے ششماہی اور سالانہ مسابقہ کا نظام مفید ثابت ہوگا، جس سے تعلیمی معیار اس میں کامیاب شرکاء کے لیے انعامات کا معقول انتظام بھی ہو تو بہت بہتر ہے، کامیابی کا دار و مدار صحت اور لقمہ کی بنیاد پر ہوگا، جس نے اپنا حصہ بغیر لقمہ کے پڑھ لیا تو وہ انعام کا مستحق ہوگا، نیز جس فریق کی غلطیوں کی تعداد کم ہوگی وہ فریق مجموعی انعام کا بھی حق دار بنے گا اور تمام شرکاء میں ترغیبی انعام حوصلہ بخش رہے گا۔

امتحان بھی دلاتے رہیں

اس سلسلہ میں ایک مشورہ یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چھ ماہ کے بعد کچھ دنوں کے لیے سبق بند کرکے بچوں کا امتحان دلایا جائے، اس سے ایک تو قرآن پختہ ہوتا رہے گا اور دوسرا بچوں کو امتحان کا خیال رہے گا، اور وہ محنت پر لگے رہیں گے اور استاذ بھی نتیجے کے اچھا نکلنے کے ڈر سے محنت اور چستی کے ساتھ کام کرتا رہے گا۔

مگر ممتحن صاحب امتحان لیتے وقت ذہن میں یہ ضرور رکھیں کہ وہ نو آموز بچوں کا امتحان لے رہے ہیں، کسی پرانے اور تجربہ کار حفاظ کا نہیں؛ کیوں کہ امتحان سے مقصود معلم اور متعلم دونوں کو مستعد اور محنت پر لگائے رکھنا ہے، خدانخواستہ حوصلہ شکنی مقصود نہیں، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ممتحن بالکل ہی چشم پوشی اور اغماض سے کام لے؛ کیوں کہ اس سے امتحان کا مقصد ہی فوت ہو کر رہ جائے گا، اور اس ڈھیل سے بچوں کو یہ تاثر ملے گا کہ ہم خواہ محنت کریں یا نہ کریں اور امتحان کے وقت خواہ کتنے ہی کمزور کیوں نہ ثابت ہوں ممتحن ہمیں پاس تو بہرحال کر ہی دے گا۔

حفظ کرنے کے دوران متشابہات یاد کرانے سے بچیں

قرآن مجید کے حافظ کے لیے ایک مسئلہ اس کے متشابہات کا ہے، جو خاص کر کے پیچیدہ اور مشکل ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ایک مضمون کو کئی کئی اور مختلف قسموں میں بیان فرمایا ہے، یہ سلسلہ بہت طویل ہے اور سارے قرآن میں پھیلا ہوا ہے، اور صحیح معنی میں حافظ وہی ہے جس کو متشابہات کے مواقع میں غلطی نہ لگے اور جو آیت جس طرح ہو اس کو ٹھیک اسی طرح یاد ہو۔

اس مشکل کو حل کرنے کے لیے بعض علما اور قرآن کے سچے خادموں نے متشابہات القرآن کے عنوان سے مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں؛ تاکہ طلبہ متشابہات والی ان آیتوں کے باہمی فرق کو اچھی طرح سمجھ کر قرآن یاد کرلیں اور انھیں حفظ قرآن کی دولت بدرجہ اتم اور بلا کم و کاست

حاصل ہوجائے۔

لیکن احقر کے خیال میں بچوں کو حفظ کرانے کے دوران متشابہات کا باہمی فرق سمجھانا اوران کا یاد کرانا کچھ مفید نہیں ؛ بلکہ مضر ہے ؛ کیوں کہ اگر وہ متشابہات والی آیتوں کو سوچ سوچ کر پڑھیں گے تو ظاہر ہے کہ یہ چیز ان کے لیے آسانی کے بجائے دشواری کا باعث ہوگی ، بچوں کے لیے تو صرف اتنا ہی کافی ہے کہ انھیں ہر آیت ہر موقع میں اسی طرح یاد ہو جس طرح وہاں ہے اور بس ، میرے خیال میں انھیں یہ بتانے کی قطعاً حاجت نہیں کہ یہاں تو یہ آیت اس طرح ہے اور فلاں فلاں جگہ میں اس اس طرح ؟ کیوں کہ اگر دوران حفظ متشابہات کے فرق انھیں سمجھائے جائیں گے تو وہ بے فکری اور روانی کے ساتھ نہیں پڑھ سکیں گے اور قدم قدم پر سوچنے کی ضرورت پیش آئے گی ، انھیں تو ہر آیت اپنے موقع میں کچھ اس طرح یاد ہونی چاہیے کہ ان کی زبان پر اس موقع میں دوسری طرح جاری ہی نہ ہوسکے ۔ البتہ جب حفظ مکمل ہو جائے اور حفظ پختہ بھی ہو یا بذریعہ گردان پختہ ہو جاوے تو پھر ان متشابہات کے فرق کو سمجھانا یقیناً مفید ہے ۔

ہدایات برائے صحت قرآن

قرآن کریم کے کسی بھی حصے کو حفظ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس حصے کی قرآت کو درست کیا جائے ، یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ جو طلبہ صحیح قرآت کے بغیر حفظ شروع کر دیتے ہیں وہ حرکات اور تلفظ کی بڑی بڑی غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں ، بعد میں ان غلطیوں سے چھٹکارا پانا بے حد مشکل کام بن جاتا ہے ، باوجود یہ کہ انھیں ان کے بارے میں علم بھی ہو جائے ۔

ایسے ہی یہ بات بھی تجربے سے ثابت ہے کہ وہ اساتذہ جو حفظ سے قبل قرات درست کرنے کا اہتمام کرتے ہیں وہ دیگر معلمین کی نسبت زیادہ کامیاب ہوتے ہیں ، ہر ایسا بچہ جس کے مخارج اور لہجہ درست ہو وہ دیگر طلبہ سے جن کا تلفظ درست نہیں ہوتا اور لہجے میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے آدھے وقت میں حفظ قرآن کی تکمیل کر لیتا ہے ۔

حافظہ اور خوش آوازی کے لیے بعض غذائی چیزیں

۱۔ زہری رحمہ فرماتے ہیں کہ: تم پر شہد لازم ہے؛ کیوں کہ یہ حافظہ کے لیے بہترین چیز ہے۔

۲۔ پودینہ کو جوش دے کر اس میں کلونجی کے تیل کے چند قطرے اور خالص شہد کا ایک بڑا چمچ ملا دیں اور صبح کو نہار منہ اس کو پی لیں، پورا دن حافظہ اور طبیعت ہشاش بشاش رہے گی۔

۳۔ شہد کو کلونجی کے تیل کے ساتھ ملا کر استعمال کرنا خوش آوازی اور بلغم نکالنے کے لیے انتہائی مفید اور مجرب ہے۔

۴۔ ہاشمی کا قول ہے کہ جو شخص حدیث شریف کو حفظ کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ کشمش استعمال کرے۔ (صبح کو نہار منہ صاف ستھری کشمش کے اکیس (۲۱) دانے استعمال کریں)۔

۵۔ ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا اور بھولنے کی بیماری کی شکایت کی تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ: گائے کا دودھ لازم کرلے؛ کیوں کہ وہ دل کو بہادر بناتا ہے اور بھولنے کی بیماری کو دور کرتا ہے۔

۶۔ غذا کم مقدار میں استعمال کی جائے؛ کیوں کہ بسیار خوری اور بدہضمی سے حافظہ میں ضعف اور افکار میں ڈھیلا پن پیدا ہوجاتا ہے؛ اسی لیے قدیم مشائخ میں یہ محاورہ معروف رہا ہے کہ "البطنة تذهب الفطنة" یعنی پیٹ بھر کر کھانا ذہانت کو ختم کردیتا ہے۔

ہدایات برائے صحت قرآن

قرآن کریم کے کسی بھی حصے کو حفظ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس حصے کی قرآت کو درست کیا جائے، یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ جو طلبہ تصحیح قرآت کے بغیر حفظ شروع کردیتے ہیں وہ حرکات اور تلفظ کی بڑی بڑی غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں، بعد میں ان غلطیوں سے

چھٹکارا پانا بے حد مشکل کام بن جاتا ہے، باوجود یہ کہ انھیں ان کے بارے میں علم بھی ہو جائے۔
ایسے ہی یہ بات بھی تجربے سے ثابت ہے کہ وہ اساتذہ جو حفظ سے قبل قرآت درست کرنے کا اہتمام کرتے ہیں وہ دیگر معلمین کی نسبت زیادہ کامیاب ہوتے ہیں، ہر ایسا بچہ جس کے مخارج اور لہجہ درست ہو وہ دیگر طلبہ سے جن کا تلفظ درست نہیں ہوتا اور لہجے میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔آدھے وقت میں حفظ قرآن کی تکمیل کر لیتا ہے۔

استاذ کا طالب علم کے ساتھ رویہ، درس گاہ کا ماحول

ماہرین تعلیم یہ بھی ضروری قرار دیتے ہیں کہ مدرسہ کا مکان کھلا ہوا ہو، دار ہو، جس میں گرمی اور سردی کی پوری رعایت ہو، بند کمرہ، جہاں ہوا نہ پہنچ سکے یا ایسا کھلا ہوا کہ دھوپ اور بارش سے بچاؤ نہ ہو مناسب نہیں ہے، جب بچوں کو اس میں بیٹھنا مشکل ہوگا تو کیا وہ سبق یاد کر سکتے ہیں؟
بہرحال! یہ بات اساتذہ کے اختیار کی نہیں ہے، اس کا تعلق منتظمین اور مدرسہ کی مالی گنجائش پر موقوف ہے۔
اساتذہ یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ درس گاہ کو صاف اور ستھری رکھیں اور اس میں ضروری ایسے چارٹ آویزہ کریں جو جاذب نظر بھی ہوں اور ان میں درس گاہ کے مناسب معلومات بھی ہوں، مثلاً: حروف کے مخارج کا نقشہ، تجوید کے قواعد کا نقشہ، ضروری دعائیں اور وظائف نماز، نیز کلاس کے اصول اور ضوابط کا نقشہ وغیرہ۔
ایسا ماحول بنائیں کہ استاذ کی ہیبت جو بچوں پر طاری ہے وہ زائل ہو جائے۔استاذ خوش طبع ہو اور درس گاہ میں طلبہ سے خندہ پیشانی سے پیش آئے۔
حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ: رسول ﷺ کے صحابہ نہایت خوش طبع تھے، حضرات صحابہ اپنی مجلس اور حلقوں میں بعض اوقات تفریحی باتیں بیان کرتے تھے، جن میں حکمت اور دانائی کی باتیں ہوتی تھیں اور طلبہ کی اکتاہٹ دور کرنے اور ان میں نشاط پیدا کرنے

کے لیے وقتاً فوقتاً خوش کن واقعات سنایا کرتے تھے؛ لیکن یاد رہے کہ ان تفریحی باتوں سے استاذ اور کلاس کا وقار ختم نہ ہو۔

کلاس کو سزا کا مرکز نہ بنائیں، اکثر دیکھا ہے کہ درجات حفظ کی کلاسیں پولیس تھانہ بن جاتی ہیں جن میں جسمانی سزائیں بھی ہوتی ہیں اور بدزبانی بھی، یہ بالکل مناسب نہیں ہے، معلم کو بردبار، تحمل مزاج اور دور اندیش ہونا چاہیے، ہر غلطی پر سزا شروع نہ کریں؛ بلکہ ہر استاذ اپنے پاس پڑھنے والے طلبہ کے ساتھ نرمی و مہربانی اور شفقت کا برتاؤ کریں، اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا: بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (التوبہ)

ترجمہ: آپ مؤمنین پر بہت مہربان اور شفقت کرنے والے ہیں۔ لہذا اپنے طلبہ کے ساتھ محبوب فرزندوں اور بھائیوں جیسا سلوک کریں۔ معلم کو چاہیے کہ وہ اپنی درس گاہ کے کسی ذہین اور ہوشیار طالب علم کو اپنا معاون و مددگار بنائیں؛ تاکہ وہ حلقے کے انتظام میں اس کا ہاتھ بٹائے، وہ طالب علم اگر بالغ اور تھوڑا بڑا ہو تو زیادہ بہتر ہے؛ کیوں کہ کمسن کے مقابلے میں بالغ پختہ کار ہوتا ہے۔ تمام طلبہ کے ساتھ انصاف کرنے کی کوشش کریں اور ظلم و زیادتی سے احتیاط کریں۔ اگر حلقے میں کوئی نیا طالب علم داخل ہو تو اس کے ساتھ محبت بھرا برتاؤ کریں اور اسے اپنا محبوب بنائیں اور حلقے میں رہنے پر ترغیب دیں۔ اگر ان میں سے بعض طلبہ زیادہ پڑھتے ہوں اور کثرت سے محنت کرتے ہوں یا با ادب وسلیقہ شعار ہوں تو ان کے اکرام اور ان کی ترجیح کا سبب بتا دیں اور یہ بات بھی واضح کردیں کہ مذکورہ اسباب کی بنا پر ان کا زیادہ اکرام کیا جاتا ہے، تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں؛ اس لیے کہ ایسا کرنے سے دوسرے طلبہ محنت واجتہاد پر آمادہ ہوں گے اور ان کے اندر مذکورہ بالا صفات سے متصف ہونے کا شوق پیدا ہوگا۔

وقف کی رعایت

جب نئے بچوں کو آگے ناظرہ سبق پڑھائیں تو پھر استاذ انھیں یہ ہدایت کریں کہ وہ علامات

وقف؛ یعنی آیت (O)، م، ط، ج“ پر ٹھہرنے کی عادت ڈالیں، اگر کسی موقع پر دو علامتوں میں فاصلہ زیادہ ہو تو پھر ش ل، ص، قف“ کے موقع پر ٹھہر جائیں، ان کے علاوہ باقی علامتوں پر اور درمیان میں ٹھہرنے سے جہاں تک ممکن ہو

گریز کریں، اگر آپ نے بچوں کو اس بات کا عادی بنا دیا تو قرآن کی بڑی خدمت ہوگی۔ یاد رکھیں کہ حفاظ کو مناسب اور صحیح مواقع پر وقف کرنے کا عادی بنانا زیادہ ضروری ہے؟ اس لیے کہ اگر حفاظ کو بے جا ٹھہرنے کی عادت پڑ گئی اور یوں ہی جس طرح چاہے، جہاں جی میں آیا ٹھہرنے کے عادی بن گئے تو پھر آگے چل کر ان سے عادت کا چھڑانا بہت مشکل ہوگا اور بے جا وقف کرنے سے۔ پڑھنے والوں کو احساس ہو یا نہ ہو۔ ذوق سلیم رکھنے والوں کو تکلیف ضرور ہوتی ہے؛ کیوں کہ بے جا وقف کرنے سے قرآن کے معانی سمجھنے میں بعض مرتبہ التباس ہوتا ہے؟

مگر چونکہ بعض مرتبہ مذکورہ بالا علامتوں کے علاوہ دوسرے مواقع میں بھی ٹھہرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، مثلاً پڑھنے والا بھول جاتا ہے یا اس کا سانس ٹوٹ جاتا ہے یا کھانسی وغیرہ کا عارضہ پیش آجاتا ہے؟ اس لیے طلبہ کو یہ بات بھی سمجھا دینا چاہیے کہ اگر ان علامتوں کے علاوہ کسی دوسری علامت پر یا یوں ہی کہیں درمیان میں ٹھہرنا پڑ جائے تو پھر آگے سے نہ پڑھیں ؛ بلکہ ایک دو کلمے اوپر سے لوٹا لیں؛ تا کہ کلام مربوط ہو جائے۔

اگر آپ نے بچوں کو حفظ کے دوران مناسب مواقع پر وقف کرنے اور مجبوری کی صورت میں بے جا وقف کرنے پر اوپر سے لوٹا کر پڑھنے کا عادی بنا دیا تو یہ طلبہ پر آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا۔

خوب صورت آواز میں قرآن کی قرآت

قرآن کے لا متناہی خصائص ہیں جن میں ایک خاصہ عمدہ لہجہ؛ یعنی خوب صورت آواز میں قرآن پڑھنا ہے، قرآن کریم کی تلاوت ایک خاص دل پسند لہجے کی شکل میں قواعد تجوید کے

ساتھ بندھی ہوتی ہے اور وہ نغمگی اس قدر مربوط ہوتی ہے کہ اس کے ذریعہ قرآن کریم کا حفظ آسان ہو جاتا ہے، اگر طالب علم ایک خاص طریقے پر اور خاص لہجے میں قرآن کریم پڑھنے کی عادت رکھتا ہے تو قرآن پڑھتے ہوئے کوئی لفظ حافظہ سے اتر جاتا ہے تو زبان بغیر اس لفظ کے قرآت جاری رکھنے سے انکار کرتی ہے اور با قاعدہ لہجہ باور کرواتا ہے کہ یہاں لفظ چھوٹ گیا ہے اور اگر زبان اسے ادا کر بھی دے تو کان اسے قبول نہیں کرتے۔

حضرت نبی کریم ملی وسلم نے ارشاد فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ. جس نے خوش آوازی سے قرآن نہ پڑھا وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

امام وکیع اور امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے مراد یہ ہے کہ جو خوش آوازی میں پڑھنے کی کوشش ہی نہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

عبدالجبار ابن ورد بیان کرتے ہیں کہ: میں نے امام ابن ملیکہ سے پوچھا کہ اگر کسی کی آواز اچھی نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ انھوں نے فرمایا کہ: جس قدر ممکن ہو وہ احسن انداز میں قرآن پڑھنے کی کوشش کرے۔ (ابوداؤد)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ. قرآن پاک کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔

قرآن پاک کو اچھی آواز اور عمدہ لب و لہجے میں پڑھنا مستحب ہے۔

اساتذہ کرام کے لئے بچوں پر سزا کے متعلق کچھ اہم باتیں

آج ذرا سی اور معمولی بات پر طلبہ کی سخت پٹائی ہوتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ دشمن قبضہ میں آ گیا ہے جس سے جی بھر کر انتقام لینا ہے۔ حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے تو سبق یاد نہ ہونے پر بھی استاذ کے مارنے کو منع فرمایا ہے؛ چنانچہ خانقاہ میں سخت تاکید تھی کہ کوئی استاذ طالب علم کو نہ مارے، اس کی اطلاع تعلیم کے ذمہ دار کو دی جائے، وہ مناسب سزا تجویز کرے گا، استاذ

کی طرف سے طالب علم کے دل میں اگر حکمڈ رہو گیا تو پھر اس کو فیض نہیں ہوسکتا۔ نیز بسا اوقات جو کچھ یاد ہوتا ہے مارنے کے خوف کی وجہ سے بھول جاتا ہے، بعض اساتذہ تو چہرہ پر مارنے سے بھی اجتناب نہیں کرتے؛ حالاں کہ حدیث پاک میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔

یہ مارنے والے اس پر غور کریں کہ ہم اپنے بارے میں کیا چاہتے تھے؟ کیا طالب علمی کے زمانہ میں ہماری بھی خواہش رہی ہے کہ روزانہ بدن پر چھڑیاں اور تھپیاں لگائی جائیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر شاگرد کے لیے کیوں پسند کیا جارہا ہے؟ حدیث پاک میں آیا: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ. تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اس کے اندر یہ بات نہ ہو کہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ کیا شفقت کے ساتھ نہیں پڑھایا جاسکتا؟

آپ بھی پڑھتے رہے ہیں، آپ لوگوں کو کتنا مارا گیا؟ اور کیا آپ اس کو پسند کرتے رہے ہیں؟ بار بار کہنے پر بھی آپ لوگ اثر نہیں لیتے لڑکے خاک یاد کریں گے جب آپ لوگوں کے پاس جاتے ہوئے اس طرح ڈریں گے جیسے شیر کے سامنے بکری؟ استاذ کے اندر باپ جیسی شفقت ہونی چاہیے، بڑے تعجب کی بات ہے۔

عزیزم اساتذہ کرام! مارنے میں خیال رکھنا چاہیے، طالب علم کو تنبیہ کی جائے، زیادہ مارنا مفید نہیں، اپنے لیے جو پسند ہو دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرے، حضرت تھانویؒ اور بزرگوں نے بہت سختی سے منع کیا ہے۔ طالب علم پر شفقت کرنی چاہیے اور اپنی اولاد کی طرح سمجھنا چاہیے، اس سے کینہ اور بغض نہیں رکھنا چاہیے۔

مجھے عام طور پر مدرسین کی یہی شکایت ملتی ہے کہ بغض رکھتے ہیں، جس کے پیچھے یہ لوگ پڑتے ہیں بری طرح پڑتے ہیں۔ ایک وقت تنبیہ کی، دوسرے وقت شفقت اور پیار سے اس کو بلا کر سمجھا دیا، درجہ حفظ کے اکثر مدرسین طلبہ پر بہت سختی کرتے ہیں، اسی وجہ سے لڑکے درجے سے بھاگتے ہیں۔

اساتذہ کرام کسی طالب علم سے مایوس نہ ہوں

طالب علم چاہے کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو اس سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، بسا اوقات جن میں صلاحیتیں نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ ان سے دین کے بہت بڑے بڑے کام لے لیتا ہے، اللہ تعالی کے ہاں قابلیت شرط نہیں بلکہ قبولیت شرط ہے، اللہ تعالیٰ جب قبول کرتا ہے تو صلاحیتیں بھی دے دیتا ہے اور جب قبول نہیں کرتا تو صلاحیتیں دے کر بھی چھین لیتا ہے، وہ قادر مطلق ذات ہے۔
اگر کوئی طالب علم کمزور بھی ہو اس سے مایوس نہ ہو، ان شاء اللہ تعالی اگر وہ پانچ سال پڑھے گا عقائد ٹھیک ہو جائیں گے، نماز کے اندر رغبت ہوگی، نماز کا پابند ہو جائے گا، سلف کے ساتھ محبت ہوگی، اہل علم کے ساتھ محبت ہوگی، دین کا دفاع کرے گا، اپنی اولاد کو دین کی طرف لائے گا، معاشرے کے لیے ایک اچھا فرد ہوگا، جس میدان میں بھی جائے گا تو دین کی بات آگے پہنچائے گا، اس لیے کسی اعتبار سے استاذ اس سے مایوس نہ ہوں، اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی نہ کوئی علم کا دروازہ کھول دے گا، اور دیکھا یہی گیا ہے کہ جتنے کمزور طلباء رہے ہیں اللہ رب العزت نے ان سے زیادہ کام لیا ہے، اور جو باصلاحیت ہوتے تھے تکبر کی وجہ سے وہ عموماً ضائع ہو جاتے ہیں، دین کا کوئی بڑا کام نہیں کر پاتے کسی دیہات، گاؤں، قصبے یا علاقہ میں گیا کر ان کا فیض محدود ہو جاتا ہے، یا کسی کاروبار میں لگے تو اس کے ساتھ منسلک ہوا گر دین سے ہٹ گئے، یا کسی سکول، کالج، یونیورسٹی میں لگے اور اس ماحول میں جا کر وہ رنگ ان پر آ گیا، انہوں نے اپنا رنگ ان پر نہ چڑھایا، ان کے رنگ میں خود رنگ گئے، اس ماحول سے متاثر ہو کر اپنی وضع قطع بدل دی، دیکھا یہ گیا ہے کہ جو کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط تھا تو اللہ تعالی نے ان کے لیے راستے کھول دیئے، اس لیے مایوس نہیں ہونا چاہیے، ایسے طالب علم کو رسوا نہیں کرنا چاہیے، ان کو تنہائی میں مزید رغبت دینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کام لے گا، آپ اپنے عمل پر محنت زیادہ کریں، اور اللہ رب العزت سے مانگتے رہیں۔

طلبہ کی نگرانی

استاذ کے فرض زمہ داری میں یہ بھی داخل ہے کہ درس گاہ میں اور درس گاہ سے باہر بھی حتی الامکان طلبہ پر نگاہ رکھے اور دیکھے کہ وہ علم وعمل میں آگے بڑھ رہے ہیں یا نہیں؟

نیز جہاں تک ممکن ہو ان کی اخلاقی حالت کا بھی خیال رکھے، اور ان کے حالات معلوم کرتا رہے کہ وہ درسگاہ سے باہر کیسے رہتے ہیں؟ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کی خبر گیری فرماتے تھے، اگر کسی کو نہ پاتے تو پوچھتے: فلاں کیوں نہیں آئے؟ اور اگر معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے تو آپ بیمار پرسی کے لیے تشریف لے جاتے۔

تربیت کا نظام

تعلیم وتربیت کی اہمیت

اسلام میں بچوں کی تعلیم وتربیت اور تادیب کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: تم اپنے بچوں کو سب سے پہلے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللہ سکھاؤ اور موت کے وقت بھی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللہ کی تلقین کرو۔

حضرات صحابہ وتابعین کا پسندیدہ معمول تھا کہ جب بچہ بولنے لگتا تو اس کو سات بار لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللہ پڑھاتے تھے۔

استاذ کے پاس پڑھنے والے طلبہ روحانی فرزند ہیں؛ لہذا ایک استاذ کی ذمے داری ہے کہ طلبہ کی تعلیم وتربیت میں بھر پور محنت کرے۔ ہر استاذ ومعلم اپنے شاگردوں کے لیے مقتدی و پیشوا ہوتا ہے، ان کے مستقبل کی تعمیر میں معلم اپنا نمایاں کردار ادا کرتا ہے، وہ طلبہ کی تعلیم وتربیت کے باب میں خشت اول اور سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

طالب علم میں اچھائیوں کی عادت ڈالیں

طالب علم کا لوگوں کے ساتھ ادب اور رحم دلی سے پیش آنا اور خوش خلق وصاف دل ہونا ضروری ہے۔

اس عادت کی تربیت کے لیے چند امور حسب ذیل ہیں:

(1) طالب علم اچھا سلوک استاذ کے اچھے برتاؤ سے سیکھتے ہیں؛ اس لیے جو اخلاق وخوبیاں بچوں کو سکھلانا چاہتے ہیں وہ اپنی ذات میں پیدا کریں۔

(2) بچوں کی طبیعت اور اوصاف سے واقفیت پیدا کریں۔

(3) اس بات کی کوشش کریں کہ طالب علم برے آدمیوں کی صحبت میں نہ بیٹھے۔

(4) ہمیشہ سچ بولیں، گندے الفاظ زبان پر نہ لائیں۔

(5) طالب علم اپنے ساتھیوں کو دھوکہ نہ دے اور نہ کسی برے نام سے اپنے ساتھیوں کو پکارے۔

(6) طلبہ مدرسہ کے اندر اور باہر بڑے بزرگوں اور اساتذہ کو سلام کریں اور ان کا ادب ملحوظ رکھیں۔

(7) وقتاً فوقتاً نصیحت کرتے رہیں۔

تربیت کے لیے چند سفارشات

(1) معلم طلبہ کو بد خلقی و بدکرداری سے روکے اور لوگوں کے ساتھ ادب وسلیقہ سے پیش آنے پر ابھارے، انھیں سبھی چھوٹے بڑے اور ہم عمر لوگوں کے ساتھ اخلاق سے رہنے پر آمادہ کرے، برے اور غلط کام کرنے اور گناہوں کے ارتکاب کرنے سے منع کرے۔

(2) معلم خود اپنے پاس پڑھنے والے طلبہ کے اخلاقی حالات کا جائزہ لیتا رہے، اگر کسی طالب علم کو کوئی نامناسب حرکت، مکروہ یا حرام فعل یا کسی ایسی چیز کا ارتکاب کرتا دیکھے جو اس کے بگاڑ کا ذریعہ بنے یا اس کے حفظ چھوڑنے کا باعث بنے یا پھر استاذ یا کسی دوسرے کے ساتھ بے

ادبی اور بد خلقی کا سبب بنے، یا اسے لایعنی باتوں میں مصروف دیکھے، یا پھر کسی ایسے طالب علم یا دوسرے کے ساتھ دوستی وہم نشینی کرتا دیکھے جو اس کے لیے موزوں ومناسب نہ ہو؛ بلکہ باعث نقصان وضرر ہو تو معلم اس کی موجودگی میں سب طلبہ کے سامنے اس کا نام لیے بغیر مبہم انداز میں نکیر کرے کہ نہ اس سے تعریض ہو اور نہ ہی اس کی تعیین۔

اور اگر اس سے وہ باز نہ آئے تو تنہائی میں اشارے کنائے سے سمجھائے، پھر بھی باز نہ آئے تو اس کی برملا روک ٹوک کرے اور حسب حال سختی کرے؛ تاکہ اس کے ساتھ دوسرے بھی اس طرح کی حرکت کے ارتکاب سے گریز کریں، نیز ہر ایک کو اس سے ادب اور شائستگی کا درس ملے۔

مذکورہ تمام طریقوں کے استعمال کے باوجود اگر وہ اپنی عادت وحرکت سے باز نہ آئے تو اس کے سدھرنے تک درس گاہ سے نکال دینے اور اس سے اعراض کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ بالخصوص جب اس کے دوسرے ہم سبق رفقا کا اس کے رنگ میں رنگ جانے کا خوف ہو، اردو میں مثل ہے: خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔"

(3) معلم طلبہ کے آپسی معاملات اور ان کی رہن سہن کی نگرانی کرے کہ آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ خوش مزاجی اور سلیقہ کے ساتھ ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے ہیں۔ باہم الفت ومحبت اور پیار سے رہتے ہیں۔ حفظ کرنے یا پڑھنے کے حوالے سے ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں۔ نیز لوگوں کے حقوق کے حوالے سے انھیں دنیوی مفادات کی بھی تعلیم دے۔ تاکہ دونوں صورتوں میں ان کے کمالات وخوبیوں کی تکمیل ہو سکے۔

طالب علم کو سچائی کی عادت ڈالیں

سچائی کی عادت ڈالنے کے لیے چند سفارشات حسبِ ذیل ہیں:

(1) بچے عموماً سچ بولنا تقلید سے سیکھا کرتے ہیں؛ اس لیے ضروری ہے کہ ہمارے افعال

ہمارے اقوال کے مطابق ہوں۔

(2) ہمارا نظم ایسا ہو جس میں جھوٹ بولنے کی ذرا بھی گنجائش نہ ہو۔

(3) جب کوئی طالب علم جھوٹ بولے تو اول اس کا سبب معلوم کریں، یوں مناسب طریقہ سے اس کی اصلاح کریں۔

(4) کسی بچے کے جھوٹ بولنے پر پہلے تعجب ظاہر کریں، پھر مناسب فہمائش سے کام لے۔

(5) جھوٹ بولنے والا طالب علم توبہ کرلے تو اسے معاف کردیں۔

(6) سچ بولنے والے طالب علم پر ہمیشہ اعتبار کریں۔

طلبہ میں صفائی کی عادت ڈالیں

صفائی کی عادت ڈالنے کے لیے حسب ذیل چند باتوں کا خیال رکھیں:

(1) شروع ہی سے بچوں میں ایسی عادتیں ڈالیں کہ وہ بال، بدن، کپڑے کتابیں وغیرہ صاف رکھیں۔

(2) صفائی کے لیے نہانے کا اہتمام کریں۔

(4) مدرسہ کے اندر نہ تھوکیں، نہ ناک صاف کریں۔

(4)غلیظ باتوں سے پرہیز کریں۔

(5) کمرہ اور درس گاہ کو صاف ستھرا رکھیں اور سامان مدرسہ کو ترتیب وار سلیقے سے لگائیں؛ تا کہ اچھا معلوم ہو۔

(6) ہمارا اپنا لباس بھی صاف ستھرا ہونا چاہیے۔

(7) جو طالب علم ایسی میلی حالت میں آئے کہ اس سے دوسروں کو تکلیف ہو تو اسے واپس گھر یا کمرے میں بھیج دیں اور کہیں کہ صاف کپڑے پہن کر آئے۔

موبائل فون

آج کل سب سے بڑی مصیبت موبائل فون اور اس کا غلط استعمال ہے، اس نے مدرسین کی تمام صلاحیتوں کو سلب کر رکھا ہے تعلیم کے وقت اس کا مدرس کے پاس ہونا اور اس کا استعمال کرنا نہایت مضر ہے۔
ظاہر ہے کہ ایک مدرس اگر چار پانچ آدمیوں سے موبائل پر گفتگو کرتا ہے اس کا مطلب وہ چار پانچ آدمیوں کے ساتھ درس گاہ میں آتا ہے، ظاہری بات ہے کہ جس طرح روزانہ چار پانچ آدمیوں کا درس گاہ میں آنا اور استاذ کا ان کے ساتھ گفتگو کرنا تعلیم میں نقصان کا باعث ہے اسی طرح فون پر گفتگو تعلیم میں نقصان کا باعث ہے۔
بعض مدرسین کے متعلق تو یہ شکایت بھی موصول ہوئی کہ بچوں کو تو تعلیم میں مشغول کر دیا؛ لیکن خود فون میں ہمہ تن مشغول ہے، اس وقت موبائل میں موجود دیگر خرافات کا بھی استعمال ہوتا ہے۔
خلاصہ یہ کہ استاذ جسمانی اعتبار سے درس گاہ میں ہے، لیکن دماغی اعتبار سے درس گاہ میں حاضر نہیں ہے، بتایئے! کہ اس درس گاہ میں تعلیمی ترقی کیسے ہوگی؟ کیا اللہ کی ایک عظیم نعمت تدریس قرآن و خدمت قرآن کی یہ نا قدری نہیں ہے؟

حفظ قرآن کی آسانی کے اسباب

{۱} نیت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خاص کرنا۔
{۲} اللہ تعالی سے دعا میں خوب اصرار کرنا۔
{۳} استغفار کو لازم پکڑنا اور گناہوں سے پرہیز کرنا۔
{۴} صبر سے کام لے کر حفظ قرآن کے عزم کو بے انتہا مضبوط رکھنا۔
{۵} حفظ قرآن کے لیے متعین وقت مقرر کرنا۔
{۶} دنیوی امور کی مصروفیات کو کم کرنا۔
{۷} حفظ قرآن کی آسانی کے لیے ہر روز خاص اذکار کی پابندی کرنا۔

{۸} سبق ناغہ نہ کرنا، ہر روز اس کو یاد کرنا۔

{۹} تہجد کے وقت قرآن پاک کو یاد کرنا اور اس عمل پر مواظبت اختیار کرنا۔

{۱۰} اہل قرآن کی صحبت اور عالم حاذق کے سامنے قرآن کی تلاوت کرنا۔

{۱۱} زائد اوقات میں زیادہ تر تلاوت کرنا۔

{۱۲} قرآن پاک کے حفظ شدہ حصے کو فرض اور نفل نمازوں میں پڑھنے کی پابندی۔

{۱۳} حفظ شدہ حصے کا دور لے کر مسلسل پڑھتے رہنا۔

{۱۴} مسجد اور علم کی مجلسوں کو لازم پکڑنا۔

{۱۵} فضائل والی سورتوں کو حفظ یاد کرنا۔

{۱۶} طالب علم اپنے ذوق کے مطابق قرآن کریم کو جہرا یا سترپڑھے۔

{۱۷} غلطیوں کو قلم بند کر کے اصلاح کرنا۔

{۱۸} قرآن پاک کے حفظ شدہ حصے پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔

{۱۹} آیتوں کا شان نزول اور ان کی تفسیر وتشریح جاننے کی کوشش کرنا۔

{۲۰} حفاظ قرآن کے آداب کو لازم پکڑنا اور ان پر دائمی عمل کرنا۔

{۲۱} قرآن کریم لوگوں کو پڑھانے اور سکھانے کی نیت کرنا۔

{۲۲} اپنے وقت کو غنیمت جان کر اس کو ضائع نہ کرنا۔

{۲۳} حفاظ اور علماء کی سوانح کا مطالعہ کرنا۔

{۲۴} مناسب یہ ہے کہ چھوٹی سورتوں کو پہلے یاد کیا جائے جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ پورا قرآن یاد کرنے میں آسانی ہوگی، چھوٹی سورتوں میں جیسے پارہ علم اور پارہ تبارک ہے، یا یہ بات بھی بہتر ہے کہ ان سورتوں کو پہلے یاد کیا جائے جو بکثرت سننے میں آئے۔

ف: سورة يس، الواقعة، الكهف، الملك، السجدة وغيره.

علماء اور صلحاء سے حفظ قرآن کی آسانی کے لیے دعا کی درخواست کرنا۔

{۲۵} ان وسائل کا اختیار کرنا جن سے قرآن کریم کو حفظ یاد کرنا آسان ہو جائے اور رغبت پیدا ہو، جیسے: مسابقات میں حصہ لینا، مراتب قراءت؛ یعنی ترتیل، حدر، اور تدویر میں پڑھنا وغیرہ۔

طلبہ سے خدمت لینا

طالب علم کی سعادت تو یہ ہے کہ وہ اپنے استاذ کی خدمت کرے، لیکن اساتذہ کو اس باب میں احتیاط کرنی چاہیے اور بغیر کسی مجبوری کے اپنا ذاتی کام اس سے نہ لیں، اگر مجبوری کے سبب سے کوئی خدمت لینی پڑے تو کسی طرح اس کی تلافی کر دیں؛ نیز اس کا لحاظ رکھیں کہ اس قسم کا کام اس سے نہ لیں جسے وہ نہ کر سکے، یا اس میں اس کی تعلیم کا نقصان ہوتا ہو؟ اس لیے کہ جس مقصد کے لیے اس نے اپنا وطن چھوڑا ہے جب اس میں حرج ہوگا تو بددلی پیدا ہوگی۔

امام بخاری بھی اپنا کام خود کرتے تھے، جب انھوں نے شہر بخارا کے باہر ایک مہمان خانہ بنوایا تو اس کی تعمیر کے وقت خود بھی مزدوروں کے ساتھ کام کرتے تھے، ایک شاگرد نے ایک روز عرض کیا کہ: آپ کو اس محنت کی کیا ضرورت ہے؟ ہم لوگ موجود ہیں۔

اس کے جواب میں امام بخاری نے فرمایا: لهذا الذي ينفعني . یہ میرے لیے نافع ہے۔

ہمارے اکابر میں سے حضرت شیخ الہند کے بارے میں مشہور ہے کہ حضرت اپنے کپڑے خود دھویا کرتے تھے۔

حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ: بعض اساتذہ بچوں پر دوسری طرح ظلم کرتے ہیں، وہ یہ کہ ان سے اپنے گھر کی خدمت لیتے ہیں، کہیں پانی بھرواتے ہیں، کبھی آٹا پسواتے ہیں، کبھی مٹی اٹھواتے ہیں، یاد رکھو! والدین کی اجازت کے بغیر نابالغ بچوں سے ایسی خدمت لینا جائز نہیں۔

بعضے اساتذہ یہ کرتے ہیں کہ گرمیوں کی دوپہر میں خود تو سوتے رہتے ہیں اور بچوں سے پنکھا

جھلواتے ہیں، یہ کتنا بڑا ظلم ہے؟ آخر جس طرح تم کو نیند آتی ہے ان کو بھی تو آتی ہے۔

ہمارے یہاں مدرسے میں ایک حافظ صاحب تھے، ایک روز انھوں نے دو لڑکوں کو چکی پر آٹا لینے کو بھیجا، وہ سر پر لاد کر لائے، میں نے کہا: حافظ صاحب! یہ بہت بے جا بات ہے، اگر آپ کے بچے ہوتے تو کیا ان سے بھی بوجھ اٹھواتے؟ ذرا انصاف کیجیے! شاگرد کو اپنے بچے سے کم درجہ کا نہ سمجھنا چاہیے۔

استاذ محترم اپنی زبان اور کردار کو پاکیزہ بنائے!

ایک اچھے استاذ کے لیے ضروری ہے کہ اس کی زبان اور اس کا کردار پاکیزہ ہو، زبان پاکیزہ ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ لایعنی گفتگو نہ ہو، بے ہودہ گفتگو نہ ہو لعن طعن نہ ہو، فحش گفتگو نہ ہو، اپنے آپ کو ہمیشہ سنجیدگی میں اور باوقار انداز میں رکھے۔ اپنا کردار بھی صاف رکھے، یعنی اس کے کردار پر بھی کوئی انگلی نہ اٹھا سکے، جیسے ایک جملہ معروف ہے کہ اپنے آپ کو تہمت کی جگہوں سے بھی بچاؤ۔

شاگردوں سے فرمائش کر کے کوئی چیز لینا اور کھانا

ایک طبقہ اور ہے جو بچوں کے جان و مال پر ظلم کرتا ہے، ان سے آئے دن فرمائش کرتے ہیں، کبھی پاؤں دبواتے ہیں، کبھی پنکھا جھلواتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ: اب کی بار جب آنا تو انگور لانا، بعضے بکری کے لیے گھاس منگواتے ہیں اور ایسی خدمتیں لیتے ہیں جو اکثر ان پر بار ہوتی ہیں۔

یاد رکھو! یہ بھی جائز نہیں، کیسا ہی مخلص مرید یا شاگرد ہو از، خود اس سے فرمائش نہ کرنی چاہیے، ہاں! کسی سے بہت ہی بے تکلفی ہو، جہاں بار ہونے کا مطلقا احتمال نہ ہو (بلکہ اس کو خوشی ہو تو کبھی) اس سے کوئی بہت ہلکی فرمائش کرنے میں مضائقہ نہیں، مگر ایسے مخلص ہزار میں ایک دو ہی ہوتے ہیں، عام طور پر حالت یہی ہے کہ لوگوں کو فرمائش سے گرانی ہوتی ہے؛ بلکہ ہر وقت جن کی

فرمائش نہیں کی جاتی اس میں بھی خلوص ومحبت کی رعایت سخت ضروری ہے، ہر وقت ہدیہ قبول کرنے کو تیار نہ بیٹھے رہا کریں۔

شاگردوں کے سامنے ٹچ موبائل کے استعمال سے گریز کریں

اگر استاذ کلاس میں آتے ہی موبائل پر لگ جاتا ہے، طلباء سامنے بیٹھے استاذ کی طرف متوجہ ہیں اور استاذ اگر واٹس ایپ، فیس بک،، یوٹیوب دیکھ رہا ہے، یا اپنے میسج پڑھ رہا ہے، تو اس سے طلباء پر منفی اثر ہوتا ہے۔ نیز کلاس کا یہ وقت اور طلباء امانت ہیں، اس وقت کو ذاتی اور نجی مصروفیات میں لگانا کہیں مواخذہ کا سبب نہ بن جائے ، یہ کلاس اور اس پاکیزہ ماحول کی بے قدری ہے، اور بیسیوں طلباء کے وقت کے ضیاع کا سبب ہے، اسی طرح دوران درس تفصیلی گفتگو سے گریز کیا جائے۔ عوام الناس جن کے دلوں میں عالم کے لیے بڑی عقیدت اور محبت ہوتی ہے، اب ان کے سامنے اگر کوئی ہمہ وقت اس میں لگا رہے تو بہت ساری چیزیں نہ دیکھتے ہوئے بھی سامنے آجاتی ہیں۔ انسان دیکھ رہا کچھ ہوتا ہے اور سامنے کوئی اور چیز آجاتی ہے، چونکہ وہ اختیاری نہیں ہوتی، آدمی نہیں دیکھنا چاہتا لیکن واٹس ایپ، فیس بک پر وہ چیزیں سامنے آجاتی ہیں، اب اگر کوئی ساتھ بیٹھا ہو تو ان کی نگاہ بھی پڑ جاتی ہیں کہ ہمیں تو درس دیا جاتا ہے نگاہوں کی حفاظت کا، بدنظری سے بچنے کا لیکن ہم نے خود دیکھا ہے کہ حضرت کی زندگی میں وہ احتیاط نہیں۔ تو اس لیے بہتر یہ ہے کہ ٹچ موبائل سے گریز کریں، سادہ موبائل استعمال کریں، اگر ضرورت ہو بھی تو ایک محدود وقت کے لیے مثبت استعمال کریں۔ اس کے لیے ایک وقت مقرر ہو تاکہ قیمتی وقت اس میں ضائع نہ ہو، اور کلاس کے اندر تو بہتر ہے یا تو موبائل بند رکھا جائے یا سائلنٹ پر رکھا جائے اور اگر کوئی فون ضروری آجائے تو مختصر بات کر لی جائے۔

تمام طلباء کو اپنے قریب رکھیں

اس کا مطلب یہ ہے کہ اختصاص نہیں ہونا چاہیے، ایسا ہوتا ہے کہ ساری توجہ صرف ایک طالب علم پر ہوتی ہے، استاذ سبق پڑھا رہے ہیں اور مکمل توجہ ایک ہی طالب علم پر رکھی ہے سبق سن رہے ہیں تو اُسی طالب علم سے، کوئی بات بتلا رہے ہیں تو اُس کو مخاطب کر رہے ہیں، یہ انداز تدریس نافع ومقبول نہیں ہے۔ استاذ محترم کے لیے سارے طلباء مساوی اور برابر ہونے چاہیے، یہ سب ان کے لیے بمنزلہ اولاد کے ہیں، سب ان سے پڑھنے کے لیے آئے ہیں، یہ ترجیح بلا مرجح نہیں ہونی چاہیے، البتہ اگر وہ طالب علم ذی استعداد، باصلاحیت ہو اور سبق توجہ سے سنتا ہے تو ٹھیک ہے تھوڑی توجہ زیادہ ہو لیکن دیگر کو بالکل نظر انداز نہ کیا جائے۔ اسی طرح کسی خاص طالب علم کو اپنے قریب کرنا یہ باعث تشویش ہوتا ہے اور مختلف ذہنوں میں مختلف سوالات اُبھرتے ہیں اور دوسروں کو بات کا موقع ملتا ہے، اس لیے اپنے دامن کو پاک رکھیں اور اپنی عزت وآبرو کی خود حفاظت کریں، اور کسی کو بات کرنے کا موقع نہ دیں۔

ایک عاجزانہ درخواست

دیہات اور شہر کے مکاتب کے شعبہ حفظ کے اساتذہ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ مدرسہ کے وقت کے مکلف نہ رہیں؛ بلکہ اپنے خارجی اوقات اس اہم خدمت میں صرف کر کے بچوں کے ساتھ احسان کا معاملہ فرمائیں۔

طلباء کے سرپرستوں سے رابطے میں رہیں

جو شاگرد پڑھنے آرہا ہے اگر آپ ناظم تعلیمات ہیں تو سب کا رابطہ نمبر اپنے پاس محفوظ کریں، اس کا فائدہ یہ ہوگا اگر طالب علم کمزور ہے ان کے والد کو بتا دیا جائے کہ ان کی دلچسپی نہیں، چھٹیاں زیادہ کر رہا ہے، یا فلاں چیز میں ان کی مشغولیت ہے، تو سرپرستوں سے جب رابطہ ہوگا

تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ طالب علم سبق میں دلچسپی لے گا سرپرست استاذ سے محبت رکھے گا کہ یہ ہمارے بچے کے بارے میں بڑے فکرمند ہیں، کوئی بات ہوتی ہے تو ہمیں اطلاع دے دیتے ہیں، تو سرپرستوں کے دل میں استاذ اور ادارے کی نیک نامی بڑھے گی۔ سرپرستوں سے صرف شکایاتیں ہی نہ کریں، بلکہ بچے کی خوبیں بھی بیان کریں، تمہارے بیٹے میں یہ یہ خوبی ہے، تو والد خوش ہوتا ہے میرے بیٹے میں یہ صلاحتیں اور اوصاف ہیں تو وہ استاذ سے اور محبت کرتا ہے اور ہر ادارے کے ساتھ مخلص ہوکر اس کی ترقی کے لئے جدوجہد کرتا ہے، اور جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو پھر یہی لوگ دفاع کرنے والے بھی ہوتے ہیں اور معاون اور مددگار بھی ہوتے ہیں۔

خاتمہ

اللہ پاک اپنے فضل سے میری اس کاوش کو خالص اپنی ذات کے لیے قبول فرمالیں اور ہر قسم کے شائبہ سے یا نفس کی غلطی سے پاک کردیں اور قارئین کے لیے؟ خاص کر کے اہل قرآن کے لیے نافع بنائیں، آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

عظمتِ قرآن

لائق تعظیم و حرمت اس لئے قرآن ہے
خالق ارض و سما کا آخری فرمان ہے

اس صحیفے کی صحیفوں میں الگ ہی شان ہے
اس کے اک اک لفظ میں عرفان ہی عرفان ہے

ہے تلاوت بھی ثواب، اس کی سماعت بھی ثواب
اللہ اللہ کیا کلام پاک کا فیضان ہے

یا تو چاہا تھا عمر نے صاحب قرآں کا قتل
یا ہوئے قرآں پہ قربان کیا خدا کی شان ہے

جب سے اللہ نے کیا انسان پہ قرآں کا نزول
رشک کے قابل فرشتوں کے لئے انسان ہے

بجھ نہیں سکتا کسی آندھی سے قرآں کا چراغ
آندھیو! خود آزمالو، سامنے میدان ہے

یہ تو ہے سب کے آخر میں ہوا اس کا نزول
مرتبے میں سب سے اول رتبہ قرآن ہے

کر سکا ردو بدل اس میں نہ کوئی آج تک
کس قدر مبسوط و جامع من وعن قرآن ہے

حفظ کر کے رکھ لو سلطاں سینے میں قرآن کو
دو جہاں میں سرخروئی کا اگر ارمان ہے